نظرثانی واضافہ شدہ سوم ایڈیشن: ماہِ شعبان 1441ھ/اپریل 2020

نمازِ تراویح کے بنیادی مسائل سمجھنے کے لیے ایک عام فہم رسالہ

احکامِ تراویح

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

پیش لفظ

تقریباً دو سال پہلے تراویح کے بنیادی احکام سے متعلق ایک مختصر سا رِسالہ تحریر کیا تھا جو کہ سینکڑوں کی تعداد میں شائع ہو کر تقسیم کیا گیا، جو کہ بہت زیادہ مفید ثابت ہوا، پھر اس سال ماہِ شعبان میں اس کو اپنے ’’سلسلہ اصلاحِ اَغلاط‘‘ میں نظرِ ثانی اور اضافہ کے ساتھ قسط وار شائع کیا، اب انھی اقساط کو یکجا کر کے شائع کیا جا رہا ہے۔ الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی سے اس سلسلے کو کافی سراہا گیا اور اس کو مفید قرار دیا گیا، یہ سب اللہ تعالیٰ کی توفیق اور کرم نوازی کی بدولت ہی ممکن ہوا۔

حضرات اہلِ علم سے درخواست ہے کہ اس تحریر میں کسی قسم کی کوئی غلطی نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں، بندہ ممنون رہے گا۔ جزاکم اللہ خیراً

اللہ تعالیٰ اس محنت کو قبول فرما کر بندہ کے لیے، بندہ کے والدین، اہل و عیال، خاندان، اساتذہ کرام، حضرات اکابر، احباب اور پوری امتِ مسلمہ کے لیے صدقہ جاریہ اور ذخیرۂ آخرت بنائے۔

بندہ مبین الرحمٰن
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
شعبان المعظم 1441ھ/اپریل 2020
03362579499

تفصیلی فہرست

تراویح کی فضیلت اور اس کی شرعی حیثیت:

1۔ رمضان المبارک میں تراویح کی بڑی ہی فضیلت ہے، حضور اقدس ﷺ نے اس کو سنت قرار دیا ہے، اس لیے حضراتِ فقہاء فرماتے ہیں کہ ہر عاقل بالغ مرد اور عورت کے ذمّے تراویح سنتِ مؤکدہ ہے۔
(سنن النسائی حدیث: 2210، فیض القدیر حدیث: 1660، اعلاء السنن، رد المحتار مع در مختار)

تنبیہ: اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح مَردوں کے لیے تراویح پڑھنے کا اہتمام ضروری ہے اسی طرح خواتین کے لیے بھی تراویح کا اہتمام ضروری ہے، بعض خواتین تراویح کو اہمیت نہیں دیتیں بلکہ اس کو ترک کرنے کے لیے معمولی بہانوں کا بھی سہارا لیتی ہیں، ان کا یہ طرزِ عمل ہرگز درست نہیں۔

2۔ تراویح چوں کہ سنتِ مؤکدہ ہے، اس لیے بلا عذر تراویح چھوڑتے رہنا گناہ ہے۔ (رد المحتار، امداد الفتاویٰ)

تراویح کا وقت:

1۔ یکم رمضان المبارک کی رات سے تراویح کا وقت شروع ہوجاتا ہے اور ماہِ رمضان کی آخری رات تک رہتا ہے، یعنی ماہِ رمضان کی ہر رات تراویح پڑھنا سنتِ مؤکدہ ہے۔

2۔ تراویح کا وقت عشا کی فرض نماز کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور فجر تک رہتا ہے، فجر کا وقت داخل ہوتے ہی تراویح کی نماز کا وقت ختم ہوجاتا ہے، اس لیے اگر کسی شخص نے فجر سے پہلے تراویح نہیں پڑھی تو فجر کے بعد اس کی قضا نہیں، البتہ بلا عذر تراویح ترک کرنے پر استغفار کرنا چاہیے۔

3۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص ڈیوٹی یا کسی اور عذر کی وجہ سے عشا کی نماز کے فورًا بعد تراویح ادا نہ کرسکے تو اسے چاہیے کہ صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے تک جب بھی موقع ملے تو تراویح ادا کرنے کی کوشش کرے اور پوری رات میں اس قدر وقت نکال لے کہ جس میں تراویح ادا کی جاسکتی ہو۔

4۔ جس شخص سے تراویح کی دو یا زیادہ رکعات چلی جائیں تو اگر نمازِ وتر سے پہلے ان کو ادا کرنے کا موقع مل رہا ہو تو نمازِ وتر سے پہلے ہی ادا کرلے ورنہ تو نمازِ وتر کے بعد فجر سے پہلے پہلے کسی بھی وقت ادا کرلے۔
(رد المحتار، فتاویٰ بزازیہ، الاختیار، فتح القدیر، فتاویٰ قاضی خان، بدائع الصنائع، فتاویٰ محمودیہ)

5۔ تراویح ادا کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ عشا کی نماز فاسد ہوچکی ہے تو ایسی صورت میں عشا کی نماز کے ساتھ ساتھ تراویح بھی دوبارہ ادا کرنی ہوگی۔ (الحلبی الکبیر، فتاویٰ محمودیہ)

تراویح کی رکعات اور ان کے احکام:

1۔ تراویح بیس رکعات ہی سنت ہے، حضور اقدس ﷺ نے بیس رکعات تراویح ادا فرمائی ہیں، جیسا کہ مصنف ابن ابی شیبہ میں یہ حدیث شریف موجود ہے کہ:

7774: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ عُثْمَانَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ.

بیس رکعات تراویح حضرات صحابہ کرام سے بھی ثابت ہے اور یہی چاروں ائمہ کرام اور جمہور امت کا مذہب ہے، اس سے معلوم ہوا کہ تراویح آٹھ رکعات نہیں ہے اور نہ ہی اس کا کوئی ٹھوس ثبوت ہے، بلکہ بیس رکعات سے کم تراویح پڑھنا سنت ہی نہیں، اس لیے آٹھ رکعات تراویح پڑھنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔
(اعلاء السنن، رد المحتار مع در مختار، فتاویٰ محمودیہ)

2۔ تراویح دو دو رکعات پڑھنا سنت ہے، اس لیے بہتر یہی ہے کہ دو دو رکعات کرکے تراویح ادا کی جائیں، البتہ اگر کوئی شخص ایک ساتھ چار رکعات تراویح ادا کرلے تب بھی جائز ہے۔ (بدائع الصنائع، تبیین الحقائق)

تراویح میں چار رکعات کے بعد وقفہ کرنے کا حکم:

1۔ ہر چار رکعات تراویح کے بعد وقفہ کرنا مستحب ہے کہ اتنی مقدار وقفہ کیا جائے جتنی دیر میں یہ چار رکعات ادا کی ہیں، البتہ اگر مقتدی حضرات کی تنگدلی کی وجہ سے تھوڑی دیر وقفہ کرلیا جائے تب بھی جائز ہے، اور اگر کوئی بالکل وقفہ ہی نہ کرے تب بھی کوئی حرج نہیں۔

2۔ اس وقفے میں شریعت نے کوئی خاص عمل سنت یا لازم قرار نہیں دیا، بلکہ ہر ایک کو اختیار ہے: چاہے تو ذکر کرے، دُعا کرے، استغفار کرے، درود شریف پڑھے یا ویسے ہی خاموش رہے؛ یہ سب جائز ہے، اور بعض اہلِ

علم نے اس دعا کا بھی ذکر فرمایا ہے:

«سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ، سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوتِ، سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ، سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ، لَا إِلٰه إِلَّا اللّٰهُ نَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، نَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ».

البتہ یہ یاد رہے کہ تراویح کے وقفے میں اس دعا کا پڑھنا قرآن وسنت سے ثابت نہیں، اس لیے اس کو سنت قرار دینا مشکل ہے، اسی طرح اس کو دعائے تراویح یا تسبیحِ تراویح کہنا بھی مشکل ہے۔ آجکل بہت سے لوگ اس کو دعائے تراویح یا تسبیحِ تراویح کے عنوان سے شائع کرنے کا اہتمام کرتے ہیں جس کی وجہ سے غلط فہمیاں جنم لیتی ہیں، اس لیے یہ قابلِ اصلاح بات ہے، البتہ چوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور حمد وثنا پر مشتمل ہے اس لیے اگر کوئی اسے پڑھنا چاہے تو درست ہے۔ (بدائع، رد المحتار، تحفہ رمضان افاداتِ حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ)

نمازِ تراویح کے ثبوت سے متعلق غلط فہمی کا ازالہ:

نمازِ تراویح سے متعلق بعض لوگ یہ مغالطہ دینے کی کوشش کررہے ہیں کہ نمازِ تراایح کا ثبوت قرآن وسنت سے ہے ہی نہیں بلکہ یہ تو تہجد کی نماز ہے، اس طرح وہ تراویح کی نماز کی جداگانہ حیثیت کا انکار کرتے ہیں، جبکہ بعض لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ بیس رکعات نمازِ تراویح حضور اقدس ﷺ سے ثابت نہیں، بلکہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایجاد کردہ عمل یا ذاتی فیصلہ ہے، اس لیے یہ سنت نہیں۔

ذیل میں ان دو پہلوؤں سے متعلق غلط فہمی کے ازالے کے لیے چند روایات ذکر کی جاتی ہیں۔

نمازِ تراویح احادیث مبارکہ کی روشنی میں:

1۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں کو قیام کیا تو اس کے پچھلے تمام (صغیرہ) گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔

- صحیح بخاری میں ہے:

2008- عَن ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ

اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ لِرَمَضَانَ: مَنْ قَامَهُ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. (بَابُ فَضْلِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ)

اس حدیث میں رمضان میں راتوں کی عبادت کی خصوصیت کے ساتھ ترغیب دی گئی ہے، جس سے تراویح کا ثبوت واضح ہے، جیسا کہ امت کے جلیل القدر محدث امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب صحیح مسلم میں بھی اس حدیث کا ذکر فرمایا ہے اور صحیح مسلم کے شارح امام نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے کہ "باب التَّرْغِيبِ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ وَهُوَ التَّرَاوِيحُ" کہ قیامِ رمضان یعنی تراویح کی ترغیب کا بیان، گویا کہ امام نووی رحمہ اللہ یہی فرمانا چاہتے ہیں کہ اس حدیث میں قیامِ رمضان سے خصوصیت کے ساتھ تراویح مراد ہے۔

اس تفصیل سے ان متجددین حضرات کا بھی بخوبی جواب ہو جاتا ہے جو کہ سمجھتے ہیں کہ تراویح امت میں کوئی نماز ہی نہیں کیوں کہ جب امام نووی رحمہ اللہ تراویح کا لفظ استعمال فرما رہے ہیں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تراویح امت میں ایک معروف نام رہا ہے جس سے ہر ایک واقف تھا، اور امام نووی رحمہ اللہ کی اس بات کی پوری امت میں کسی نے تردید نہیں کی، جو اس بات سے اتفاق کی واضح دلیل ہے۔ ظاہر ہے کہ امت کے جلیل القدر ائمہ کی تشریحات کو ترک کر کے دورِ حاضر کے ان متجددین حضرات کی بات کیسے قبول کی جاسکتی ہے؟؟

1815 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ ». (صحيح مسلم، باب التَّرْغِيبِ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ وَهُوَ التَّرَاوِيحُ)

اسی طرح امت کے دیگر جلیل القدر محدثین نے بھی اس حدیث سے تراویح ہی مراد لی ہے جیسا کہ صحیح مسلم کے شارح امام نووی رحمہ اللہ شرح مسلم میں اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ: اس حدیث میں قیامِ رمضان سے تراویح مراد ہے جس کے مستحب (یعنی سنت ہونے) پر علماء کا اتفاق ہے۔ تراویح پر اہل علم کے اتفاق سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ تراویح ایک مستقل نماز ہے، جس کو اہل علم نے تسلیم کیا ہے۔

- شرح مسلم للنووی:

قوله ﷺ: «من قام رمضان إيمانا واحتسابا» معنى «إيمانا»: تصديقا بأنه حق مقتصد فضيلته، ومعنى «احتسابا»: أن يريد الله تعالى وحده لا يقصد رؤية الناس ولا غير ذلك مما يخالف الإخلاص، والمراد بقيام رمضان صلاة التراويح، واتفق العلماء على استحبابها.

2۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے تم پر رمضان کے روزے فرض قرار دیے ہیں جبکہ میں نے تمھارے لیے رمضان کی راتوں کو قیام سنت قرار دیا ہے۔

- سنن النسائی میں ہے کہ:

2209- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شَيْبَانَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: حَدِّثْنِي بِشَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ أَبِيكَ سَمِعَهُ أَبُوكَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَيْسَ بَيْنَ أَبِيكَ وَبَيْنَ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَحَدٌ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ قَالَ: نَعَمْ، حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فَرَضَ صِيَامَ رَمَضَانَ عَلَيْكُمْ وَسَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهُ، فَمَنْ صَامَهُ وَقَامَهُ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ».

یہ حدیث بھی تراویح کی نماز کا واضح ثبوت ہے کیوں کہ اس میں خصوصیت کے ساتھ قیامِ رمضان کو سنت قرار دیا گیا ہے اور یہی ہمارا موقف ہے کہ تراویح سنت ہے۔ جبکہ تہجد کے بارے میں احادیث میں ایسی کوئی صراحت نہیں ملتی، اس لیے علمائے امت نے اس حدیث سے بھی استدلال کیا ہے۔

3۔ حضرت عمرو بن مرّۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور اقدس ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ اگر میں اللہ کی توحید اور آپ کی رسالت کی گواہی دوں، پانچ وقت نماز ادا کیا کروں، زکوۃ ادا کیا کروں، رمضان کے روزے رکھا کروں اور رمضان کی راتوں کو قیام یعنی عبادت کیا کروں تو کن لوگوں میں میرا شمار ہو گا؟ تو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ صدیقین اور شہدا میں سے۔

- صحیح ابن حبان میں ہے کہ :

3438- عن عيسى بن طلحة قال: سمعت عمرو بن مرة الجهني قال: جاء رجل إلى النبي ﷺ فقال: يا رسول الله، أرأيت إن شهدت أن لا إله إلا الله وأنك رسول الله وصليت الصلوات الخمس وأديت الزكاة وصمت رمضان وقمته فممن أنا؟ قال: «من الصديقين والشهداء».

اس حدیث مبارک میں رمضان کی راتوں کے قیام کو مستقل طور پر ذکر فرما کر تراویح کی طرف واضح اشارہ کیا گیا ہے۔

4۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نے حضور اقدس ﷺ کے ساتھ رمضان کی تئیسویں شب کو تہائی رات تک نماز ادا کی، پھر پچیسویں شب کو آدھی رات تک نماز ادا کی، پھر ستائیسویں شب کو رات کے آخری پہر تک نماز ادا کی حتی کہ ہمیں سحری کا وقت ختم ہو جانے کا اندیشہ ہونے لگا۔

- مستدرک حاکم میں ہے:

1608 - أخبرنا عبد الله بن محمد البلخي ببغداد: حدثنا أبو إسماعيل السلمي: حدثنا عبد الله بن صالح: حدثني معاوية بن صالح: حدثني أبو طلحة بن زياد الأنصاري قال: سمعت النعمان بن بشير على منبر حمص يقول : قمنا مع رسول الله ﷺ في شهر رمضان ليلة ثلاث وعشرين إلى ثلث الليل ثم قمنا معه ليلة خمس وعشرين إلى نصف الليل ثم قمنا معه ليلة سبع وعشرين إلى نصف الليل ثم قمنا معه ليلة سبع وعشرين حتى ظننا أن لا ندرك الفلاح، وكنا نسميها الفلاح و أنتم تسمون السحور.

یہ حدیث نقل کرنے کے بعد امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ : یہ حدیث صحیح ہے اور امام بخاری کی شرائط کے مطابق ہے۔ اور اس میں واضح دلیل ہے کہ مساجد میں ادا کی جانے والی تراویح کی نماز سنت ہے۔

هذا حديث صحيح على شرط البخاري ولم يخرجه، وفيه الدليل الواضح أن صلاة التراويح في مساجد المسلمين سنة مسنونة، وقد كان علي بن أبي طالب يحث عمر رضي الله عنهما على إقامة هذه السنة إلى أن أقامها.

یہ حدیث اور اس کے متعلق ایک جلیل القدر امام کی تصریح بھی تراویح کی نماز کا واضح ثبوت ہے۔

بیس رکعات تراویح کا ثبوت:

ماہِ رمضان کی راتوں میں بیس رکعات تراویح کا ثبوت حضور اقدس ﷺ سے بھی ہے اور اکابر صحابہ کرام سے بھی، اس سے جہاں تراویح کا ثبوت ہوتا ہے وہیں بیس رکعات کا بھی ثبوت ہوتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

حضور اقدس ﷺ سے بیس رکعات تراویح کا ثبوت:

1۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ ماہِ رمضان میں بیس رکعات (تراویح) اور نمازِ وتر پڑھتے تھے۔

- مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ:

7774- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُثْمَانَ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ.

- السنن الکبریٰ للبیہقی میں ہے:

4799- أَخْبَرَنَا أَبُو سَعْدٍ الْمَالِينِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ بْنُ عَدِيٍّ الْحَافِظُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ: حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو شَيْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فِي شَهْرِ رَمَضَانَ فِي غَيْرِ جَمَاعَةٍ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ.

- المعجم الاوسط للطبرانی میں ہے کہ:

798- حدثنا أحمد بن يحيى الحلواني قال: حدثنا علي بن الجعد قال: حدثنا أبو شيبة إبراهيم بن عثمان عن الحكم بن عتيبة عن مقسم عن بن عباس: أن النبي ﷺ كان يصلي في رمضان عشرين ركعة سوى الوتر.

- المعجم الکبیر میں ہے:

12102- حدثنا محمد بن جعفر الرازي ثنا علي بن الجعد ثنا أبو شيبة إبراهيم بن عثمان عن الحكم عن مقسم عن ابن عباس قال: كان النبي ﷺ يصلي في رمضان عشرين ركعة والوتر.

- مسند عبد بن حمید میں ہے کہ:

653 - حدثني أبو نعيم قال حدثني أبو شيبة عن الحكم عن مقسم عن بن عباس قال: كان رسول الله ﷺ يصلي في رمضان عشرين ركعة ويوتر بثلاث.

- کتاب: جزء من حديث أبي الحسن محمد بن طلحة النعالي میں ہے کہ:

33- حدثنا أبو حفص عمر بن أحمد بن محمد بن حمة الخلال: حدثنا حامد بن محمد البلخي: حدثنا منصور بن أبي مزاحم: حدثنا شيبة عن الحكم عن مقسم عن ابن عباس قال: كان رسول الله ﷺ يصلي في شهر رمضان عشرين ركعة والوتر.

2۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی روایت:

حضور اقدس ﷺ رمضان کی ایک رات تشریف لائے اور صحابہ کو چوبیس رکعات (یعنی چار فرض اور بیس تراویح) اور تین رکعات وتر پڑھائی۔

- تاریخ جرجان میں ہے کہ:

556- أبو الحسن علي بن محمد بن أحمد بن عبد الله الفقيه الشافعي الزاهد جرجاني كان يعرف بأبي الحسن القصري ينزل بباب الخندق وتوفي في الجامع يوم الجمعة عند المحراب العتيق بعد الصلاة يوم عاشوراء سنة ثمان وستين وثلاثمائة روى عن عبد الرحمن بن عبد المؤمن وعاصم بن سعيد وأحمد بن عبد الكريم والبغوي وابن صاعد وابن أبي داود وغيرهم: حدثنا أبو الحسن علي بن محمد بن أحمد القصري الشيخ الصالح رحمه الله: حدثنا عبد الرحمن بن عبد المؤمن العبد الصالح قال: أخبرني محمد بن حميد الرازي: حدثنا عمر بن

هارون: حدثنا إبراهيم بن الحناز عن عبد الرحمن عن عبد الملك بن عتيك عن جابر بن عبد الله قال: خرج النبي ﷺ ذات ليلة في رمضان فصلى الناس أربعة وعشرين ركعة وأوتر بثلاثة.

ان احادیث سے تراویح ہی ثابت ہوتی ہے اور یہی مطلب امت کے جمہور اہل علم نے مراد لیا ہے، جبکہ اس سے تہجد کسی نے بھی مراد نہیں لیا۔

بیس رکعات تراویح کی روایات کی اسنادی حیثیت:

ما قبل میں بیان شدہ احادیث معتبر اور قابلِ قبول ہیں جس کی وجوہات درج ذیل ہیں:

1۔ان احادیث کے تمام راوی معتبر اور قابلِ اطمینان ہیں، اور جن راویوں پر کلام کیا جاتا ہے وہ راوی بھی معتبر ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: اعلاء السنن۔

2۔ان احادیث کو تلقی بالقبول حاصل ہے کہ امت نے ان کو قبول کیا ہے اور انھی کے مطابق امت کا عمل رہا ہے حتی کہ چاروں ائمہ کرام کا عمل بھی انھی پر رہا ہے۔اور اصولِ حدیث میں سے ایک معتبر اصول یہ ہے کہ جب کسی حدیث کو تلقی بالقبول حاصل ہو جائے اور امت کا عمل اسی کے مطابق ہو جائے تو وہ صحیح شمار ہوتی ہے اگرچہ وہ سند کے اعتبار سے ضعیف ہی کیوں نہ ہو، بلکہ تواترِ عملی کی وجہ سے اس کی سند سے بحث ہی نہیں کی جاتی۔ دیکھیے تدریب الراوی و دیگر کتب اصول حدیث۔ گویا کہ یہ عین ممکن ہے کہ ایک حدیث سند کے اعتبار سے ضعیف ہو لیکن امت کے تلقی بالقبول اور تواتر عملی کی وجہ سے وہ حدیث معتبر اور قابل قبول قرار پاتی ہے، جیسا کہ جامع الترمذی سے واقف حضرات جانتے ہیں کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے متعدد احادیث پر ضعف کا حکم بھی لگایا لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ، یا: وَالعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ العِلْمِ، جس کا معنی ہی یہی ہوتا ہے کہ یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن صحابہ وتابعین میں سے اکثر اہلِ علم کا عمل اسی پر ہے۔اس سے ان

حضرات کی غلطی کی بھی اصلاح ہو جاتی ہے جو حدیث کے صحیح اور ضعیف ہونے یا معتبر ہونے اور نہ ہونے کا سارا دار و مدار سند کو بناتے ہیں۔

3۔ان احادیث کی تائید حضرات خلفائے راشدین اور حضرات صحابہ کرام کے عمل سے بھی ہوتی ہے کہ انھوں نے بھی بیس رکعات تراویح ادا فرمائی۔

تراویح کے لیے نیت کا حکم:

تراویح کی نماز کے لیے نیت کرنا فرض ہے، نیت کے بغیر تراویح درست نہیں ہوتی، البتہ یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ نیت در حقیقت دل کے ارادے اور عزم کا نام ہے، اس لیے دل میں نیت کر لینا کافی ہے، زبان سے نیت کے الفاظ ادا کرنا ضروری نہیں البتہ اگر کوئی شخص زبان سے بھی نیت کر لے تب بھی درست ہے، اس صورت میں صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ میں دو رکعات تراویح کی نماز ادا کرتا ہوں۔ اور اگر امام کی اقتدا میں ہو تو یوں نیت کرے کہ میں امام کے پیچھے دو رکعات تراویح کی نماز ادا کرتا ہوں۔ (بدائع الصنائع، رد المحتار)

تراویح میں قرآن کریم کی قرأت وغیرہ کے احکام

تراویح میں ثنا، اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھنے کا حکم:

تراویح کی پہلی رکعت میں سورتِ فاتحہ سے پہلے ثنا، پھر تعوذ اور پھر بسم اللہ پڑھنا سنت ہے جبکہ دوسری رکعت میں سورتِ فاتحہ سے پہلے صرف ''بسم اللہ'' پڑھنا سنت ہے، البتہ مقتدی کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ پہلی رکعت میں امام کی قرأت سے پہلے صرف ثنا پڑھے گا، جبکہ دوسری رکعت میں کچھ بھی نہیں پڑھے گا۔ (رد المحتار)

تراویح کے ختمِ قرآن میں بلند آواز سے بسم اللہ پڑھنے کا حکم:

امام کے لیے تراویح پڑھاتے ہوئے پورے قرآن کریم میں صرف ایک بار کسی بھی سورت کے شروع میں بلند آواز سے بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے، اس لیے کہ یہ بھی قرآن کریم کی ایک آیت ہے، کیوں کہ اگر امام نے ایک

بار بھی بلند آواز سے بسم اللہ نہیں پڑھی تو مقتدی حضرات کے ختمِ قرآن میں ایک آیت کی کمی رہ جائے گی، البتہ ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ پڑھنے کا حکم نہیں، نہ بلند آواز سے اور نہ آہستہ آواز سے، البتہ اگر کوئی پڑھنا چاہے تو وہ آواز سے نہ پڑھے بلکہ آہستہ پڑھ لیا کرے۔ (ردالمحتار، فتاویٰ محمودیہ)

باجماعت نماز میں بلند آواز سے قرأت کرنے کا حکم:

باجماعت تراویح میں امام کے لیے جہراً یعنی بآوازِ بلند قرأت کرنا واجب ہے۔ (ردالمحتار)

سورتِ فاتحہ کے بعد سورت ملانے کی کم از کم مقدار:

سورۃ الفاتحہ کے بعد سورت ملانا واجب ہے جس کی کم از کم مقدار تین چھوٹی آیات یا اتنی ہی مقدار میں ایک یا دو آیات ہے، اہلِ علم نے تین چھوٹی آیات کی مقدار تیس حروف بیان فرمائی ہے، اس سے کم تلاوت کرنے سے واجب ادا نہیں ہوتا، اس لیے چاہے ایک آیت پڑھی جائے یا دو؛ ان کی مقدار تیس حروف کے برابر ہونا ضروری ہے، اگر کسی نے بھول کر اس سے کم پڑھا تو سجدہ سہو سے نماز ادا ہو جائے گی لیکن اگر جان بوجھ کر ایسا کیا تو اس نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری، ردالمحتار)

تراویح میں تلاوت کی کیفیت اور طریقہ کار:

فرض نماز میں تو دھیمی رفتار ہی سے تلاوت کرنا بہتر ہے، جبکہ تراویح میں درمیانی رفتار سے پڑھنا مناسب ہے، البتہ کچھ تیز پڑھنا بھی جائز ہے، لیکن بہر صورت یہ لحاظ رہے کہ قرآن کریم تجوید کے موافق ہی تلاوت کیا جائے، اس لیے اس قدر تیز رفتاری سے پڑھنا کہ تجوید کے ضروری امور متاثر ہوں، قرآن کریم سمجھ نہ آئے، یا حروف و حرکات کٹتے چلے جائیں یا واضح نہ ہوں اور مقتدی حضرات کو ''یعلمون تعلمون'' کے سوا کچھ سمجھ نہ آئے؛ یہ سب صورتیں ممنوع ہیں، ان سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ مقصد تو اللہ ہی کی رضا حاصل کرنی ہے، اور اللہ کی رضا اسی میں ہے کہ اخلاص کے ساتھ تجوید کے موافق قرآن کریم کی تلاوت کی جائے۔
(تفسیر مدارک سورۃ المزمل، درمختار، تراویح کے فضائل واحکام)

تراویح میں ختمِ قرآن کے احکام

تراویح میں ختمِ قرآن کی شرعی حیثیت:

تراویح میں کم از کم ایک بار قرآن کریم ختم کرنا سنت ہے، ایک سے زائد بار جتنی مرتبہ ختمِ قرآن کی توفیق ہو جائے تو بڑی فضیلت کی بات ہے۔ (الاختیار، حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی، ردالمحتار، فتاویٰ محمودیہ، فتاویٰ قاضی خان)

ختمِ قرآن کے بعد سورتِ بقرہ کی ابتدائی آیات پڑھنے کا حکم:

تراویح میں قرآن کریم ختم ہو جانے کے بعد دوبارہ سے شروع کرکے سورۃ البقرہ کی ابتدائی آیات پڑھنا درست ہے اور یہ متعدد حضرات اکابر اہل علم کا معمول بھی رہا ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت ایسا عمل ہے کہ ایک بار قرآن ختم ہو جانے کے بعد دوبارہ شروع کرنا چاہیے کیوں کہ اس کی تلاوت سدا جاری رہنی چاہیے، گویا اس سے اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ ہم نے قرآن کریم ختم کرکے دوبارہ شروع کرلیا ہے اور یہی قرآن کی عظمت کا تقاضا ہے، البتہ اس کو ضروری قرار دینا درست نہیں، اگر کوئی شخص یہ ابتدائی آیات نہ پڑھے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور ایسا شخص ہرگز قابلِ ملامت نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ)

تراویح کے ختمِ قرآن میں کوئی آیت چھوٹ جانے کا حکم:

تراویح میں ختمِ قرآن کے دوران اگر کوئی آیت چُھوٹ جائے تو اسے بعد کی کسی تراویح میں پڑھ لی جائے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے یہ چھوٹ جانے والی آیت پڑھی جائے پھر معمول کے مطابق تلاوت جاری رکھی جائے، لیکن اگر ختمِ قرآن ہو جانے کے بعد یاد آجائے تو ایسی صورت میں ختمِ قرآن کے بعد کسی بھی تراویح میں وہ آیت پڑھ لی جائے، اس طرح بھی ختم مکمل شمار ہوگا ان شاءاللہ۔

ختمِ قرآن کے موقع پر پانی وغیرہ پر دم کرنے کا حکم:

ختمِ قرآن کے موقع پر پانی وغیرہ پر دم کرنا جائز ہے، البتہ اس کو ضروری نہ سمجھا جائے، اور مسجد کے

آداب کا بھی خیال رکھا جائے۔

ختمِ قرآن کے موقع پر دعاؤں کی قبولیت:

ختمِ قرآن کے موقع پر دعائیں قبول ہوتی ہیں، اس لیے دعاؤں کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیے۔
(المعجم الکبیر حدیث: 647)

ختمِ قرآن کے موقع پر مٹھائی تقسیم کرنے کا حکم:

ختمِ قرآن کے موقع پر دلی خوشی کے ساتھ شرعی حدود کا خیال رکھتے ہوئے مٹھائی تقسیم کرنا جائز ہے، البتہ اس کو سنت یا ضروری نہ سمجھا جائے، اس کے لیے زبردستی چندہ نہ کیا جائے، اور مسجد کے آداب کا خصوصی خیال رکھا جائے، بصورتِ دیگر اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

فاسد ہونے والی رکعات کی تلاوت کا مسئلہ:

تراویح کی جو رکعات فاسد ہو جائیں تو اس میں پڑھا گیا قرآن دوبارہ دہرایا جائے گا۔
(فتاویٰ قاضی خان، فتاویٰ محمودیہ)

تراویح میں رکوع کا انتظار کرنے کا حکم:

ایک شخص جماعت کے وقت بیٹھا رہتا ہے اور جب امام رکوع میں جانے لگتا ہے تو وہ جلدی سے نماز میں شامل ہو جاتا ہے تو واضح رہے کہ اس کا یہ عمل مکروہ ہے اور ایسا شخص ختمِ قرآن کی دولت سے محروم ہے، کیوں کہ تراویح میں قرآن کریم ختم کرنے کا مطلب یہی ہے کہ قرآن کریم کو تراویح ہی میں پڑھا یا سُنا جائے، اس لیے ایسے شخص کا یہ طرزِ عمل انتہائی نامناسب ہے، اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اگر کسی کو عذر ہو تو وہ بیٹھ کر تراویح پڑھ لے تاکہ ختمِ قرآن کی سنت اور ثواب سے محرومی نہ ہو۔ اور ویسے تو تراویح بلا عذر بھی بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے لیکن اس سے آدھا ثواب ملتا ہے۔ (الحلبی الکبیر، فتاویٰ محمودیہ)

تراویح کی جماعت کے احکام

مسجد میں نمازِ تراویح کی جماعت کا حکم:

حضراتِ فقہاء کرام کے اقوال کی روشنی میں راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں نمازِ تراویح کی جماعت سنت علی الکفایۃ ہے۔ فقہی عبارات ملاحظہ فرمائیں:

- البحر الرائق:

الثَّالِثُ: ما صَحَّحَهُ في الْمُحِيطِ وَالْخَانِيَّةِ وَاخْتَارَهُ في الْهِدَايَةِ وهو قَوْلُ أَكْثَرِ الْمَشَايِخِ على ما في الذَّخِيرَةِ وَقَوْلُ الْجُمْهُورِ على ما في الْكَافِي أن إقَامَتَهَا بِالْجَمَاعَةِ سُنَّةٌ على الْكِفَايَةِ حتى لو تَرَكَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ كلهم الْجَمَاعَةَ فَقَدْ أساءوا وَأَثِمُوا. وَإِنْ أُقِيمَت التَّرَاوِيحُ بِالْجَمَاعَةِ في الْمَسْجِدِ وَتَخَلَّفَ عنها أَفْرَادُ الناس وَصَلَّى في بَيْتِهِ لم يَكُنْ مُسِيئًا؛ لِأَنَّ أَفْرَادَ الصَّحَابَةِ يُرْوَى عَنْهُمْ التَّخَلُّفُ كَابْنِ عُمَرَ على ما رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ.

- الدر المختار:

(والجماعة سنة مؤكدة للرجال) قال الزاهدي: أرادوا بالتأكيد الوجوب إلا في جمعة وعيد فشرط، وفي التراويح سنة كفاية، وفي وتر رمضان مستحبة على قول، وفي وتر غيره وتطوع على سبيل التداعي مكروهة، وسنحققه.

- رد المحتار:

قوله: (والجماعة فيها سنة على الكفاية الخ) أفاد أن أصل التراويح سنة عين فلو تركها واحد كره بخلاف صلاتها بالجماعة فإنها سنة كفاية فلو تركها الكل أساؤوا، أما لو تخلف عنها رجل من أفراد الناس وصلى في بيته فقد ترك الفضيلة، وإن صلى أحد في البيت بالجماعة لم ينالوا فضل جماعة المسجد، وهكذا في المكتوبات كما في المنية. وهل المراد أنها سنة كفاية لأهل كل مسجد من البلدة أو مسجد واحد منها أو من المحلة؟ ظاهر كلام الشارح الأول، واستظهر ط الثاني، ويظهر لي الثالث لقول المنية حتى لو ترك أهل محلة كلهم الجماعة فقد

تركوا السنة وأساؤوا. وظاهر كلامهم هنا أن المسنون كفاية إقامتها بالجماعة في المسجد حتى لو أقاموها جماعة في بيوتهم ولم تقم في المسجد أثم الكل، وما قدمناه عن المنية فهو في حق البعض المختلف عنها. وقيل: إن الجماعة فيها سنة عين فمن صلاها وحده أساء وإن صليت في المساجد، وبه كان يفتي ظهير الدين، وقيل: تستحب في البيت إلا لفقيه عظيم يقتدى به فيكون في حضوره ترغيب غيره. والصحيح قول الجمهور أنها سنة كفاية وتمامه في البحر.

- الهندية:

وَالْجَمَاعَةُ فيها سُنَّةٌ على الْكِفَايَةِ كَذَا في التَّبْيِينِ وهو الصَّحِيحُ كَذَا في مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ، لو أَدَّى التَّرَاوِيحَ بِغَيْرِ جَمَاعَةٍ أو النِّسَاءِ وَحْدَهُنَّ في بُيُوتِهِنَّ يَكُونُ تَرَاوِيحَ كَذَا في مِعْرَاجِ الدِّرَايَةِ، وَلَوْ تَرَكَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ كلهم الْجَمَاعَةَ فَقَدْ أَسَاءُوا وَأَثِمُوا كَذَا في مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ، وَإِنْ تَخَلَّفَ وَاحِدٌ من الناس وَصَلَّاهَا في بَيْتِهِ فَقَدْ تَرَكَ الْفَضِيلَةَ وَلَا يَكُونُ مُسِيئًا وَلَا تَارِكًا لِلسُّنَّةِ.

مسجد کے علاوہ دیگر مقامات میں تراویح کی جماعت کا حکم:

اگر مسجد میں تراویح کی جماعت ہوتی ہو تو ایسی صورت میں مسجد کے علاوہ کسی گھر یا دفتر وغیرہ میں باجماعت تراویح پڑھنا بھی جائز ہے، البتہ ایسی صورت میں مسجد کے ثواب سے محرومی رہے گی۔

(فتاویٰ عالمگیری)

ایک مسجد میں تراویح کی متعدد جماعتوں کا حکم:

عام حالات میں تو بہتر اور مناسب یہی ہے کہ مسجد میں تراویح کی ایک ہی جماعت ادا کی جائے، البتہ کسی ضرورت کے پیشِ نظر ایک مسجد میں مختلف مقامات میں تراویح کی ایک سے زائد جماعتیں کرانا جائز ہے، البتہ اس میں درج ذیل باتوں کی رعایت ضروری ہے:

- مسجد میں ایک سے زائد جماعتوں کا انعقاد کسی نفسانیت، مخالفت یا فتنہ پروری جیسے مذموم مقاصد کی وجہ سے نہ ہو۔

- آواز ٹکرانے یا اس جیسے دیگر امور کی وجہ سے جماعتوں میں خلل پیدا نہ ہوتا ہو۔

گھر میں انفرادی نمازِ تراویح کا حکم:

مردوں کے لیے سب سے بہترین صورت یہ ہے کہ وہ مسجد میں باجماعت تراویح ادا کریں جس میں ختمِ قرآن کا اہتمام بھی ہو، ان تین باتوں میں سے جس میں بھی کمی آئے گی تو اس کی وجہ سے فضیلت میں بھی کمی آئے گی۔ اسی بات کو مد نظر رکھتے ہوئے گھر میں اکیلے مختصر تراویح پڑھنا جائز تو ہے لیکن اس میں مسجد، جماعت اور ختمِ قرآن تینوں کے ثواب سے محرومی ہے، اس لیے بلا عذر گھر میں اکیلے مختصر تراویح پڑھنا بہتر نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ رمضان کا مہینہ تو ہوتا ہی عبادات کے لیے ہے، اس میں تو بڑھ چڑھ کر ثواب کے کام کرنے چاہییں، بلکہ مشقت برداشت کرکے عبادت کرنے کا ثواب تو اور بھی زیادہ ہے، تو نیکیوں کے ایسے پُر بہار موسم میں بھی کوئی محروم رہ جائے تو کتنی نقصان والی بات ہے!!

خواتین کے لیے تراویح کے لیے مسجد جانے کا حکم:

خواتین کے لیے تراویح پڑھنے کی غرض سے مسجد جانا درست نہیں، بلکہ انھیں گھر ہی میں تراویح ادا کرنی چاہیے اور یہی ان کے لیے افضل ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: عورت کے لیے صحن میں نماز پڑھنے سے زیادہ افضل یہ ہے کہ وہ کمرے میں نماز پڑھے، اور کمرے میں بھی زیادہ افضل یہ ہے کہ وہ کسی کونے (اور پوشیدہ جگہ) میں نماز ادا کرے۔

- سنن ابی داود میں ہے:

570: عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «صَلَاةُ الْمَرْأَةِ فِي بَيْتِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِي حُجْرَتِهَا، وَصَلَاتُهَا فِي مَخْدَعِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِي بَيْتِهَا».

اس سے معلوم ہوا کہ یہ جو آجکل بعض لوگ خواتین کو نمازِ تراویح کے لیے مسجد جانے کی ترغیب دیتے ہیں تو یہ واضح غلطی ہے جس کے متعدد مفاسد ہیں۔

خواتین کے لیے گھر میں تراویح کی جماعت کا حکم:

خواتین کے لیے تراویح کی جماعت سنت تو نہیں، البتہ اگر گھر ہی میں شرعی طریقے کے مطابق مرد امام کی اقتدا میں باجماعت تراویح ادا کرنے کا صحیح انتظام ہو سکتا ہو تو یہ بھی درست ہے، بصورتِ دیگر گھر ہی میں تنہا تراویح ادا کر لیا کریں۔

تراویح میں امامت اور سماعت کے احکام

تراویح کے لیے امامت کے احکام وآداب:

1۔امام ظاہری طور پر شریعت کے مطابق ہو اور کسی کبیرہ گناہ میں مبتلا نہ ہو۔ اگر کوئی شخص کبیرہ گناہ میں مبتلا ہو تو جب تک وہ توبہ نہ کر لے اسے امام نہیں بنانا چاہیے۔

مسئلہ: اسی طرح اگر کوئی شخص ڈاڑھی ایک مشت سے کم کرتا ہو تو اس کو امام بنانا ناجائز ہے، اور اگر کوئی حافظ صاحب رمضان سے پہلے ڈاڑھی ایک مشت سے کم کرنے سے توبہ کر لے تو بھی جب تک ایک مشت ڈاڑھی پوری نہ ہو جائے اس کو امام بنانا مکروہ ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی حافظ ڈاڑھی ایک مشت سے کم کرتا ہو اور اس کے علاوہ کوئی اور صالح متبعِ شریعت حافظ میسر نہ ہو جو کہ ختمِ قرآن کرا سکے تو ایسی صورت میں ایسے حافظ کے پیچھے تراویح نہ پڑھی جائے بلکہ کسی اور مناسب شخص کی اقتدا میں آخری سورتوں کے ساتھ مختصر تراویح ادا کی جائے۔

2۔امام صحیح العقیدہ ہو، جس امام کا عقیدہ اہل السنۃ والجماعۃ کے خلاف ہو تو اسے امام نہ بنایا جائے۔

3۔امام بالغ ہو، کیوں کہ نابالغ کی اقتدا میں بالغ حضرات کی نماز جائز نہیں، البتہ نابالغ کی اقتدا میں نابالغ کی نماز جائز ہے۔

بُلوغت کی عمر: اسلامی سال کے اعتبار سے لڑکے کے بالغ ہونے کی کم سے کم عمر 12 سال ہے، اس سے پہلے لڑکا بالغ نہیں ہو سکتا۔ جب لڑکے کی عمر اسلامی سال کے اعتبار سے 12 سال ہو جائے تو اس کے بعد جب بھی

بلوغت کی علامات (جیسے: خواب میں اِحتلام ہو جانا، بیداری میں اِنزال ہو جانا یعنی منی نکلنا، وغیرہ) ظاہر ہو جائیں تو یہ بالغ ہو جاتا ہے، البتہ اگر بلوغت کی کوئی بھی علامت ظاہر نہ ہو تو پھر اسلامی اعتبار سے 15 سال کی عمر میں لڑکا بالغ شمار کیا جائے گا۔

4۔ ایسے حافظ صاحب کو تراویح میں ختمِ قرآن کے لیے امام نہیں بنانا چاہیے جن کو قرآن کریم ٹھیک طرح یاد نہ ہو یا جو قرآن ٹھیک طرح نہ پڑھتا ہو۔

5۔ ایسے حافظ صاحب کو امام نہیں بنانا چاہیے جس کو نماز وغیرہ کے ضروری مسائل بھی معلوم نہ ہوں، اس سے معلوم ہوا کہ ہر حافظ صاحب کو چاہیے کہ وہ تراویح سے متعلق بنیادی اور ضروری مسائل کا علم حاصل کرلے۔

6۔ جو امام کسی عذر کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے تو وہ بھی تراویح پڑھا سکتا ہے۔

7۔ اگر حافظ صاحب کسی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر تراویح پڑھائے تو یہ بھی جائز ہے۔

(فتاویٰ قاضی خان، البحر الرائق، فتاویٰ عالمگیری، فتاویٰ محمودیہ ودیگر کتب)

سامع مقرر کرنے اور لقمہ دینے کے احکام:

1۔ تراویح میں ختمِ قرآن کی سماعت کے لیے سامع مقرر کرنا ضروری نہیں، اس لیے اگر کسی نے سامع مقرر نہیں کیا تو اس میں کوئی حرج نہیں، البتہ مناسب اور بہتر یہی ہے کہ سامع مقرر کرلیا جائے کیوں کہ اس میں بڑی سہولت رہتی ہے۔

2۔ سامع کے لیے بالغ ہونا ضروری نہیں بلکہ نابالغ سمجھ دار حافظ لڑکا بھی سامع بن سکتا ہے۔

(حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی)

3۔ سامع کو اجرت دینے کا وہی حکم ہے جو تراویح پڑھانے والے کا ہے، یعنی جائز نہیں، جس کی تفصیل آگے ذکر ہو گی ان شاءاللہ۔

4۔ سامع کے لیے بہتر یہی ہے کہ وہ فورًا لقمہ نہ دے، بلکہ ذرا انتظار کرلے کہ امام خود ہی ٹھیک کرلے، لیکن اگر

امام کو آیت یاد نہیں آرہی ہو تو پھر لقمہ دے دے، البتہ یہ یاد رہے کہ لقمہ دینے والے کا اسی جماعت میں شامل ہونا ضروری ہے، یہی وجہ ہے کہ اگر ایسے شخص نے لقمہ دیا جو اس جماعت میں شامل نہ تھا اور امام نے لے لیا تو ایسی صورت میں سب کی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔(ردالمحتار)

5۔لقمہ اس قدر آواز سے دیا جائے کہ امام بآسانی سن سکے۔

6۔اگر امام نے سامع کا لقمہ نہیں لیا تو اس سے سامع کی نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

7۔یہ اہم مسئلہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ احناف کے نزدیک تراویح کے دوران قرآن کریم کو دیکھ کر لقمہ دینا جائز نہیں کیوں کہ اس سے سب کی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ (ردالمحتار)

8۔انتظامی تقاضا یہ ہے کہ تراویح میں سماعت کے لیے جو حافظ صاحب مقرر ہو صرف وہی لقمہ دے لیکن اگر اس کے علاوہ اس جماعت میں شامل کسی اور نے لقمہ دے دیا تو اس سے بھی کسی کی نماز پر اثر نہیں پڑتا۔

تراویح پر اجرت لینے کا حکم:

1۔تراویح پڑھانے کی اجرت لینا ناجائز اور گناہ ہے، ایسے حفاظ جو تراویح پڑھانے پر اجرت کا مطالبہ کرتے ہیں ان کو تراویح پڑھانے کا ہرگز موقع نہ دیا جائے۔

2۔تراویح پڑھانے کی اجرت اگر طے نہ کی جائے لیکن وہاں کا عمومی رواج ایسا ہو کہ تراویح پڑھانے پر اجرت دینی پڑتی ہو تو یہ بھی جائز نہیں۔

3۔اگر کہیں تراویح کی اجرت طے نہ ہو اور وہاں اجرت دینے کا رواج بھی نہ ہو حتی کہ تراویح پڑھانے والے کے دل میں اجرت لینے کی نیت بھی نہ ہو، ایسے میں اگر کوئی شخص تراویح پڑھانے والے کو اپنی خوشی سے رقم یا کوئی چیز ہدیہ کر دے اور اس کو تراویح کا عوض نہ سمجھے تو یہ لینا جائز ہے، البتہ ایسی صورتحال بہت ہی کم ہے۔
(فتاویٰ عثمانی و دیگر کتب)

تراویح میں سجدہ تلاوت کے احکام:

1۔ قرآن کریم میں کل 14 سجدے ہیں، اور سجدہ تلاوت کا حکم یہ ہے کہ اسے ادا کرنا واجب ہے، اس لیے نماز میں سجدہ تلاوت کی آیت پڑھنے سے سجدہ تلاوت کی ادائیگی واجب ہو جاتی ہے۔

2۔ نمازِ تراویح میں جب امام سجدہ تلاوت کی آیت پڑھ لے تو امام اور مقتدی دونوں پر سجدہ تلاوت کی ادائیگی واجب ہو جاتی ہے۔

3۔ جس شخص نے تراویح میں سجدہ تلاوت کی آیت تلاوت کی اور تین آیات تک سجدہ تلاوت نہ کیا تو اس کو چاہیے کہ سلام سے پہلے پہلے جب بھی یاد آئے یا موقع ملے تو سجدہ تلاوت کر کے نماز کے آخر میں سجدہ سہو کر لے، لیکن اگر نماز میں کسی بھی موقع پر سجدہ تلاوت ادا نہ کیا تو نماز کے بعد اب اس سجدہ تلاوت کا موقع نہیں رہا، اب سوائے استغفار کے اور کوئی صورت نہیں۔

4۔ تراویح میں سجدہ تلاوت کی آیت پڑھنے کے بعد بہتر تو یہی ہے کہ اس کے لیے مستقل سجدہ کیا جائے البتہ اگر کوئی شخص مستقل سجدہ نہ کرنا چاہے تو اس کے لیے سجدہ تلاوت کی آیت پڑھنے کے بعد تین آیات تک یہ اختیار ہے کہ وہ یا تو رکوع میں چلا جائے اور اسی میں سجدہ تلاوت کی نیت کر لے تو اس سے بھی سجدہ تلاوت ادا ہو جائے گا، لیکن اگر اس نے رکوع میں نیت نہیں کی تو رکوع کے بعد جو نماز کا سجدہ آ رہا ہے اس میں تو نیت کے بغیر بھی سجدہ تلاوت خود بخود ادا ہو جائے گا، البتہ امام کے لیے بہتر یہی ہے کہ وہ رکوع میں سجدہ تلاوت کی ادائیگی کی نیت نہ کرے تاکہ نماز کے سجدے میں امام اور مقتدی سب کا سجدہ تلاوت ایک ساتھ ادا ہو جائے۔ واضح رہے کہ یہ مذکورہ بالا اختیار اس صورت میں ہے کہ جب اس نے سجدہ تلاوت کی آیت پڑھنے کے بعد تین آیات سے زیادہ تلاوت نہ کی ہو، لیکن اگر تین آیات سے زیادہ پڑھ لی تو ایسی صورت میں یہ سجدہ تلاوت رکوع اور نماز کے سجدے سے ادا نہیں ہو گا بلکہ اس کے لیے مستقل سجدہ کرنا پڑے گا، جیسا کہ ماقبل میں بیان ہوا۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو امام کسی وجہ سے سجدہ تلاوت کا اعلان نہ کر سکے تو اس کے لیے اس مسئلے پر عمل کرنے میں بڑی سہولت ہے۔

5۔ امام نے تراویح میں سجدہ تلاوت کی آیت پڑھ کر سجدہ کیا پھر جب قیام کے لیے لوٹ آیا تو وہی سجدے کی آیت دوبارہ پڑھ لی تو ایسی صورت میں وہ پہلا سجدہ کافی ہے، دوبارہ سجدہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

6۔ اگر امام نے سجدہ تلاوت کرنے کے بعد کچھ پڑھے بغیر ہی رکوع کر لیا تب بھی نماز درست ہے، البتہ بہتر یہ ہے کہ رکوع میں جانے سے پہلے کچھ تلاوت کر لی جائے۔

7۔ اگر امام نے سجدہ تلاوت ادا کرنے کے بعد دوبارہ سورتِ فاتحہ پڑھ لی تو اس سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا۔

(ردالمحتار، فتاویٰ عالمگیری، نمازِ تراویح کے فضائل واحکام از مفتی محمد رضوان صاحب دام ظلہم)

تراویح میں کی جانے والی چند عمومی غلطیوں کا حکم

ذیل میں نمازِ تراویح میں کی جانے والی چند عمومی غلطیوں سے متعلق مسائل ذکر کیے جاتے ہیں تاکہ ایک تو ان کی اصلاح کی جاسکے، اور دوم یہ کہ ایسی غلطیاں پیش آنے کی صورت میں ان کا حکم پہلے سے اچھی طرح ذہن نشین رہے۔

تراویح کی پہلی رکعت میں بیٹھ جانے کا حکم:

اگر کوئی شخص پہلی رکعت میں بھولے سے بیٹھ جائے تو محض بیٹھنے سے تو کچھ بھی نہیں ہوتا بلکہ اگر وہ تین بار ''سبحان ربی الاعلی'' جتنی مقدار بیٹھا ہو تو اس پر سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے لیکن اگر اس سے کم ہو تو واجب نہیں ہوتا۔ (ردالمحتار، حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی)

آیت بھول جانے پر خاموش رہنے کا حکم:

اگر تراویح میں آیت بھول جائے اور اس کو یاد کرنے کے لیے اتنی دیر خاموش رہے کہ اس میں تین بار ''سبحان ربی الاعلی'' پڑھا جاسکتا ہو تو اس سے سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے۔

(ردالمحتار، حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی، نمازِ تراویح کے فضائل واحکام از مفتی محمد رضوان صاحب دام ظلہم)

تراویح کی رکعات میں شک ہو جانے کا حکم:

1۔اگرتراویح کی رکعات میں شک ہو جائے کہ مقتدی حضرات میں سے بعض کہتے ہوں کہ بیس ہو چکی ہیں جبکہ بعض کہتے ہوں کہ اٹھارہ ہو گئیں تو ایسی صورت میں امام کا رجحان جس طرف ہو تو اسی پر عمل کیا جائے گا۔

2۔اگر تمام مقتدی کہتے ہوں کہ اٹھارہ ہو گئی ہیں جبکہ امام کو یقین ہو کہ بیس ہو گئی ہیں تو امام کی بات پر عمل کیا جائے گا۔

3۔اگر سبھی کو شک ہو کہ بیس ہوئیں یا اٹھارہ تو ایسی صورت میں دو رکعات تراویح کی نیت سے بغیر جماعت کے ادا کی جائیں گی۔ (فتاویٰ قاضی خان، نمازِ تراویح کے فضائل واحکام از مفتی محمد رضوان صاحب، فتاویٰ محمودیہ)

تراویح میں تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہو جانے کا حکم:

اگر کوئی امام دو رکعات تراویح ادا کر کے تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے تو اس کی دو صورتیں ہیں:

1۔امام دوسری رکعات میں تشہد پڑھنے کے بعد تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے تو ایسی صورت میں واپس لوٹنے کی ضرورت نہیں بلکہ دو رکعات مزید ادا کر لے،اس طرح چار رکعات تراویح ادا ہو جائیں گی۔

2۔اگرامام دوسری رکعت میں نہ بیٹھے بلکہ کھڑا ہی ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ تیسری رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے پہلے قعدے کی طرف لوٹ آئے اور آخر میں سجدہ سہو کر لے تو نماز درست ہو جائے گی، لیکن اگراس نے تیسری رکعت کا سجدہ بھی کر لیا تو اب اس کو چاہیے کہ اس کے ساتھ ایک اور رکعت بھی مِلا لے تاکہ چار رکعت ہو جائیں، اس صورت میں پہلی دو رکعات تو باطل ہو جائیں گی اور آخری دو رکعات درست شمار ہوں گی، جس کی وجہ سے پہلی دو رکعات دوبارہ ادا کرنی ہوں گی اور اس میں جو قرآن کریم پڑھا ہے وہ بھی دوبارہ دہرانا ہو گا، البتہ اگر پہلی دو رکعات میں قرآن کریم کافی زیادہ مقدار میں پڑھا ہو جس کے دہرانے سے لوگوں میں انتشار کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ قرآن کریم دوبارہ نہ دہرانے کی بھی گنجائش ہے۔

(ردالمحتار، فتاویٰ قاضی خان، البحرالرائق، بدائع الصنائع، نمازِ تراویح کے فضائل واحکام)

اطمینان سے نماز نہ پڑھنے کا حکم:

رکوع کے بعد سیدھا کھڑے ہونے کو قومہ کہا جاتا ہے، جبکہ دو سجدوں کے درمیان میں بیٹھنے کو جَلسہ کہا جاتا ہے، یہ دونوں واجب ہیں اور ان کو اس قدر اطمینان سے ادا کرنا بھی واجب ہے کہ جسم کے اعضا اپنی جگہ پُر سکون ہو جائیں، جس کی مقدار ایک تسبیح (یعنی سبحان اللہ یا سبحان ربی الاعلیٰ) کے برابر ہے، اس لیے قیام، رکوع، قومہ، سجدہ، جلسہ وغیرہ خوب اطمینان سے اچھی طرح ادا کرنے چاہییے، ان میں جلدی ہر گز نہیں کرنی چاہیے۔ بعض لوگ رکوع میں جاتے ہی فوراً اُٹھ کھڑے ہو جاتے ہیں، یا رکوع سے اٹھتے ہی سجدے میں چلے جاتے ہیں اور اطمینان سے قومہ نہیں کرتے، یا پہلے سجدے سے سر اٹھاتے ہی دوسرے سجدے میں چلے جاتے ہیں اور اطمینان سے جلسہ نہیں کرتے؛ تو واضح رہے کہ ایسا کرنا گناہ ہے اور ایسے لوگوں کے ذمے یہ نماز دوبارہ ادا کرنا واجب ہے۔

سجدہ سہو کے بنیادی مسائل

سجدہ سہو کا طریقہ:

سجدہ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کے آخری قعدے میں التحیات اور تشہد پڑھنے کے بعد "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ" کہتے ہوئے دائیں طرف ایک سلام پھیرا جائے، پھر اس کے بعد دو سجدے کیے جائیں، پھر التحیات سے شروع کرکے تشہد، درود شریف اور دعا پڑھ کر دائیں بائیں سلام پھیرا جائے۔

مسئلہ 1:

اگر کسی شخص نے درود شریف یا دعا پڑھنے کے بعد سجدہ سہو کیا تب بھی درست ہے۔

مسئلہ 2:

اگر کسی شخص نے دائیں طرف سلام پھیرے بغیر ہی سجدہ سہو کر لیا تب بھی سجدہ سہو ادا ہو جائے گا، البتہ جان بوجھ کر ایسا کرنا اچھا نہیں ہے۔

مسئلہ 3:

اگر کسی نے سجدہ سہو کرتے وقت دائیں طرف سلام پھیرنے کے بعد بائیں طرف بھی سلام پھیر لیا تو اس کے بعد بھی سجدہ سہو کرنا درست ہے، اگرچہ افضل اور مناسب یہی ہے کہ دائیں طرف ایک سلام پھیر کر سجدہ سہو کیا جائے۔

مسئلہ 4:

اگر کسی شخص کے ذمہ سجدہ سہو واجب تھا لیکن وہ بھول گیا اور نماز مکمل کر کے دونوں طرف سلام پھیر دیا، سلام کے بعد اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے یاد آیا کہ سجدہ سہو باقی ہے، اس صورت میں اگر اس نے بات چیت نہیں کی، اس کا وضو نہیں ٹوٹا اور اسی طرح نماز کو توڑنے والا کوئی بھی کام نہیں کیا تو اس کو چاہیے کہ فورًا سجدہ سہو کر لے، ایسی صورت میں بھی سجدہ سہو اور نماز درست ہیں، لیکن اگر اس نے سلام کے بعد کوئی ایسا کام کر لیا جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو اس صورت میں اس نماز کو دوبارہ ادا کرنا واجب ہے۔

مسئلہ 5:

نماز میں ایسی غلطی ہو جائے جس سے سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہو تو ایسی صورت میں سجدہ سہو کرنا واجب ہے، اگر سجدہ سہو ادا نہ کیا تو نماز واجب الاعادہ ہو گی یعنی دوبارہ پڑھنی واجب ہو گی۔ (ردالمحتار)

نمازِ تراویح سے متعلق متفرق مسائل

مقتدی کے تشہد مکمل کرنے سے پہلے امام کے سلام پھیرنے کا حکم:

اگر مقتدی نے تشہد پورا نہیں کیا تھا کہ امام نے سلام پھیر لیا تو ایسی صورت میں مقتدی کو چاہیے کہ وہ تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے۔ اور اگر مقتدی کے تشہد پورا کرنے کے بعد امام سلام پھیر لے تو مقتدی بھی سلام پھیر دے۔ (فتاویٰ عالمگیری ودیگر کتب)

تراویح کے بعد دعا کا شرعی حکم:

بیس رکعات تراویح مکمل ہو جانے کے بعد بھی دعا کرنا جائز بلکہ بعض کے نزدیک مستحب ہے کیوں کہ بیس رکعات پورے ہونے پر قرآن کریم کے ایک مقررہ حصے کی تلاوت پوری ہو جاتی ہے اور تلاوت کے بعد کی گھڑی قبولیت کی گھڑی ہوتی ہے، اس لیے دعا کرنا بہتر ہے، البتہ اس کو بھی شرعی حدود میں رکھنا چاہیے، اس کو ضروری سمجھنا اور دعا نہ کرنے والے کو ملامت کرنا ہرگز درست نہیں۔

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند، امداد الاحکام و دیگر کتب)

تراویح بیٹھ کر ادا کرنے کا حکم:

تراویح کی نماز میں قیام فرض نہیں، اس لیے بیٹھ کر بھی ادا کرنا جائز ہے، البتہ کسی مجبوری کے بغیر بیٹھ کر تراویح ادا کرنے سے آدھا ثواب ملتا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تراویح ترک کرنے سے بہتر یہ ہے کہ اسے بیٹھ کر ادا کر لیا جائے۔ (فتاویٰ عالمگیری، رد المحتار)

تراویح نہ پڑھنے والے شخص کے روزے کا حکم:

تراویح سنت مؤکدہ ہے، جو شخص بلا عذر تراویح نہ پڑھتا ہو وہ گناہ گار ہے، البتہ اس سے روزے پر اثر نہیں پڑتا کیوں کہ دونوں الگ الگ مستقل عبادات ہیں، ایک کی قبولیت دوسرے پر منحصر نہیں۔

عشا کی دو سنتیں تراویح یا وتر کے بعد پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

عشا کی فرض نماز کے بعد کی دو رکعات سنت کا اصل وقت تراویح اور وتر سے پہلے ہے، لیکن اگر کسی وجہ سے یہ سنتیں نمازِ تراویح یا وتر کے بعد ادا کی جائیں تب بھی ادا ہو جاتی ہیں اور اس سے تراویح اور وتر پر بھی کوئی اثر نہیں پڑتا۔

نمازِ وتر کے احکام

ماہِ رمضان میں نمازِ وتر کی جماعت کا حکم:

رمضان المبارک میں وتر کی جماعت افضل اور مستحب ہے، اس لیے اس کا اہتمام ہونا چاہیے۔

باجماعت وتر کا طریقہ:

باجماعت نمازِ وتر کا طریقہ وہی ہے جو عام دنوں میں وتر کی نماز کا ہے کہ تین رکعات اکھٹی ایک ہی سلام کے ساتھ ادا کی جاتی ہیں، البتہ باجماعت وتر میں امام تیسری رکعت میں جب دعائے قنوت کے لیے تکبیر کہنے کے بعد خاموش رہے گا تو اس دوران امام اور مقتدی سب دعائے قنوت پڑھیں گے۔

نمازِ وتر میں دعائے قنوت بھول جانے کا حکم:

اگر کوئی شخص نمازِ وتر میں دعائے قنوت بھول جائے اور رکوع میں چلا جائے تو ایسی صورت میں اسے واپس آنے کی ضرورت نہیں بلکہ وہ آخر میں سجدہ سہو کرلے تب بھی درست ہے۔ (رد المحتار)

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

28 شعبان المعظم 1441ھ/22 اپریل 2020

03362579499